رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۵ Regd. No. L 25

THE VAKIL

وکیل

نمبر ۱۶ | امرتسر ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۸ء ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ شنبہ | جلد ۱۴

وکیل

امرتسر

مرزا غلام احمد مرحوم

۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کی صبح ہندوستان کی جدید مذہبی تاریخ میں دیر تک یاد کی جائیگی جبکہ دس بجے کے قریب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عارضہ ہیضہ یا بقول بعض بوجہ عارضہ گردہ انتقال کیا۔ مرحوم آجکل اپنی اہلیہ کے علاج اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے لاہور میں مقیم تھے۔ مگر وہ خدائی حکم جو ایک اٹل اور زبردست تاہم ... ایک نظیر اور لا کلام ... ملک ... ایک ایسے شخص کے ... جس نے اپنے ... دعاوی سے مذہبی دنیا میں تلاطم برپا کر دیا تھا۔

(مرزا صاحب کی مفصل سوانح عمری ... ملیگی ... حیرت انگیز ... اور تعجب خیز کیفیتوں ... ہندوستان کی ... اسلام کے ساتھ

...نمایاں کرتے ہیں خواہ قادیان میں بیٹھے ہوئے پیروان رسول پر مخالفت کی آگ برسا رہے ہوں خواہ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں کو مذہب اسلام کی برکتوں سے آگاہ کر رہے ہوں۔

(مگر مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی تھی مگر انکی زندگی اور ... کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص فطرت لیکر پیدا ہوئے تھے۔ جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتی انہوں نے اپنے مطالعہ اور ... سے مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا۔ سنہ ۱۸۸۰ء کے قریب جبکہ انکی عمر ۴۰ سال کی تھی ہم انکو ایک غیر معمولی مذہبی جوش میں سرشار پاتے ہیں وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کیطرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اسکا دل دنیوی کششوں سے غیر متاثر ہے۔ وہ خلوت میں انجمن اور انجمن میں خلوت کا لطف اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ہم اسے بے چین پاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے جسکا پتہ فانی دنیا میں نہیں ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھا یا ہوا ہے کبھی وہ آریوں سے مباحثے کرتا ہے کبھی حمایت و حقیت اسلام میں ضخیم کتابیں لکھتا ہے۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں بمقام ہوشیارپور آریوں سے جو مباحثات انہوں نے کئے تھے انکا لطف ابتک دلوں سے محو نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں انکے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ ابتک نہیں اترا۔ انکی ایک کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا ...

اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا جو جاہلوں کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ (نہ صرف اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی مذہبی دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جسکی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں ابتک آرہی ہے گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے ابطال کا فیصلہ دیدیں محض اسوجہ سے کہ اسمیں مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں اور بطور حفظ ماتقدم اپنے آئندہ دعاوی کے متعلق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا لیکن اسکے بہترین فیصلہ کا وقت سنہ ۱۸۸۰ء تھا جبکہ وہ کتاب شائع ہوئی۔ مگر اسوقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ کر چکے تھے)

یہ دوسری بات ہے کہ اسکے بعد مرزا صاحب نے اپنے تئیں اسکا مستحق نہ دکھایا۔

(کیرکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی غرض کہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار۔ کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں انکو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا لیکن ہمیں سخت افسوس ہے کہ یہ حالت دیر تک قائم نہ رہی کیونکہ سنہ ۱۸۹۱ء میں رسول عربی (فداہ ابی و امی) کی عالمگیر خدائی پیغام کے اعلان کے چودہ سو برس بعد دنیا کی مذہبی تاریخ میں بے نظیر اہمیت اور تقدس رکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے ۱۲۸۰ برس کے بعد سنہ ۱۸۹۱ء میں پھر آپکے واقعات کو خدائی زبان میں دہرانا شروع کر دیا۔ اور اپنی ذات پر ایمان لانیکو کافۃ الناس کے لئے ذریعہ نجات